



میب: عبدالعزیز	نومر: 60951/57	حوالہ نمبر: 4769/38
ملق:	ملق: آفتاب احمد	ملق: سید احمد حسن
تاریخ: 28-10-2017	باب: فروخت کے وہیں	کتاب: تحریک فروخت کے وہیں

استھنائی اور وعدہ بعث کے آرڈر میں فرق

سوال: ایک دو کمپنی کی کمپنی کا ذیلر ہے ذیلر کو جب بھی سامان کی ضرورت ہوتی ہے وہ کمپنی کو آرڈر دے کر مطلوب سامان مٹگوا لیتا ہے۔ ذیلر کبھی اسی میل کے ذریعے با قاعدہ پر چیز آرڈر (P.O) بناتا ہے جس میں مختلف قسم کے مطلوب سامان کی تعداد اور ان کی مقداریں بھی درج ہوتی ہیں، اور ذیلر کی وغیرہ سے متعلق شرائط (Terms and Conditions) لکھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح ذیلر کبھی فون پر یا بالشافہ آرڈر دیتا ہے۔ بذریعہ فون یا بالشافہ آرڈر دیتے وقت ذیلر اپنی کمپنی کو یہ کہتا ہے کہ فلاں فلام سامان "بھجوادیں"، "پہنچاویں" یا فلاں سامان، فلاں مشتری وغیرہ "تیار کر کے دے دیں"۔ آرڈر وصول کرنے والی کمپنی بعض اوقات تو مینو فیکچر رہتی ہے اور بعض اوقات وہ خود مینو فیکچر رہتی ہے بلکہ کہیں اور سے تیار مال کا انتظام کرتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس آرڈر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ وعدہ بعث ہے یا استھنائی؟ ان دونوں میں بینا وی فرق کیا ہے؟ کیا وہ چیزیں جن میں صنعت ہوتی ہے ان کے آرڈر کو استھنائی کہیں گے؟ اور جس میں صنعت ہے اور وہ چیز باعث کی بلکہ میں فی الحال نہ ہو اس کے آرڈر کو وعدہ بعث کہیں گے؟

آج کل زیادہ تر کمپنیاں جو اپنے ذیلر زارڈسٹری ہیوٹرز کے ذریعے مال فروخت کرتی ہیں، وہ مینو فیکچر ہوتی ہیں ان کے پر ذکشناں بوجنس ہوتے ہیں اور ان میں ہر سامان کی صنعت ہو رہی ہوتی ہے تو کیا ذیلر اور ذسٹری ہیوٹر کی طرف سے ملنے والے تمام پر چیز آرڈر زارڈر اور فون یا بالشافہ آرڈر جن کی کمپنی میں صنعت ہو رہی ہے، استھنائی کہلائیں گے؟ یا یہ کہ وہ آرڈر زارڈر جن میں ذیلر ذسٹری ہیوٹر صنعت کا تذکرہ صراحتاً کرے، یعنی یوں کہے کہ فلاں سامان یا فلاں مشتری "بنا کر" یا "تیار کر کے" دے دو، اور پلانچر خود مال تیار کرتا بھی ہو، اسے استھنائی کہا جائے گا؟ جبکہ وہ آرڈر جس میں صنعت کا ذکر ہو بلکہ مال "بھجوانے" یا "پہنچانے" کا ذکر ہو اگرچہ وہ صنعت کا محتاج ہو اور پلانچر و مال خود تیار کرتا ہو اسے وعدہ بعث کہیں گے؟ یا اسے عادہ کوئی اور فرق ہے؟

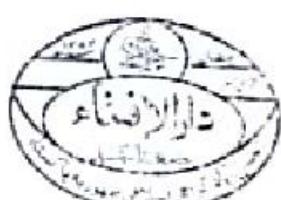
استفتہ،

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک دکاندار کسی کمپنی کا ذمہ رہے، ذمہ کو جب بھی سامان کی ضرورت ہوتی ہے، وہ کمپنی کو آرڈر دے کر مطلوبہ سامان منگوا لیتا ہے ذمہ بھی اسی میں کے ذریعے باقاعدہ پر چیز آرڈر (P.O) ہنا کہ آرڈر دیتا ہے جس میں مختلف قسم کے مطلوبہ سامان کی تعداد اور ان کی مقداریں درج ہوتی ہیں اور ذمہ بھی وغیرہ سے متعلق شرائط (Terms and Conditions) کمی ہوتی ہیں۔ اسی طرح ذمہ بھی ٹون پر یا بال مشافہہ کردہ معاملہ ہے نہ سماں فون یا بال مشافہہ آرڈر دینے وقت ذمہ اپنی کمپنی کو یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں سامان "بھجوادیں" "پہنچا دیں" یا فلاں سامان، فلاں مشینی وغیرہ "تیار کر کے دے دیں"۔ آرڈر وصول کرنے والی کمپنی بعض اوقات مینوں پیکر ہوتی ہے یعنی مال خود تیار کرتی ہے اور بعض اوقات مینوں پیکر غیرہ میں ہوتی بلکہ کہیں اور سے تیار مال کا انتظام کرتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس آرڈر کی شرعی دلیل کیا ہے؟ یہ وعده اعلیٰ ہے یا استھنائی ان دونوں میں بینا وی فرق کیا ہے؟ کیا ذمہ چیزیں جن میں صنعت ہوتی ہے ان کے آرڈر کو استھنائی کہیں گے اور جن میں صنعت نہ ہو اور ذمہ چیز بالغ کی ملک میں فی الحال نہ ہو اس کے آرڈر کو وعده بیع کہیں گے؟ آج کل زیادہ تر کپنیاں جو اپنے ذمہ رز، ذمہ رزی یا ذمہ رز کے ذریعے مال فروخت کرتی ہیں، وہ مینوں پیکر ہوتی ہیں ان کے پر ذکش یوں ہوتے ہیں اور ان میں ہر سامان کی صنعت ہو رہی ہوتی ہے تو کیا ذمہ رز اور ذمہ رزی یا ذمہ رز کی طرف سے ملنے والے تمام پر چیز آرڈر اور فون یا بال مشافہہ ملنے والے آرڈر ز جن کی کمپنی میں صنعت ہو رہی ہے، استھنائی کہلانی میں گے؟ یا یہ کہ وہ آرڈر جس میں ذمہ رز اور ذمہ رزی یا ذمہ رز صنعت کا تذکرہ اور صراحت کرے یعنی یوں کہے کہ فلاں سامان یا فلاں مشینی "ہنا کر" یا "تیار کر کے" دے دو، اور سپلائر خود مال تیار کرتا تھی ہو۔ اسے استھنائی کہا جائے گا جبکہ وہ آرڈر جس میں صنعت کا ذکر ہو بلکہ مال "بھجوانے" "پہنچانے" کا ذکر ہو اس آرڈر کو وعده بیع کہیں گے، اگرچہ وہ صنعت کا محتاج ہو اور سپلائر وہ مال خود تیار کرتا ہو۔ یا اس کے علاوہ کوئی اور فرق ہے؟ براہ کرم اس کی وضاحت فرمادیں کہ سپلائز کو ملنے والا کون سا آرڈر استھنائی کہلانے گا اور کون سا آرڈر وعده بیع کہلانے گا؟

المستفتی: عبدالرحمن

03229521090





برائے مہریانی و صاحت فرمادیں کہ پلائیور کو مٹے والا کون سا آرڈر استھنائے کہلانے گا اور کون سا آرڈر وہ رہے جس کہلانے گا؟

البیکری شعبہ علیہ جمیع الفتن

استھنائے اور وحدہ بیع دونوں الگ الگ اور ایک دوسرے سے مختلف چیزیں ہیں۔

استھنائے

کسی دوسرے کو کوئی چیز بنانے کا حکم رینایا اس کی فرماش کرنا، یا یہ کہ خریدار بیچنے والے سے یہ کہ مجھے فلاں چیز اس طرح کی اور ان اسنات کے ساتھ بنا کر دے دو تو یہ استھنائے ہے۔ لیکن استھنائے کے صحیح ہونے کے لیے کچھ شرائط ہیں جن کے بغیر یہ عقد درست نہیں ہوتا۔

- ایسی چیز پر معاملہ کیا جائے جس کو بنانا پڑتا ہو۔
- اس کی صفات معاملے کے وقت معین کر دی گئی ہوں۔
- اس چیز کو بنانے کے لیے جو خام مال ضرورت ہے وہ بھی بنانے والے کا ہو۔
- ایسی چیز بخواہی جائے جس کا عام رواج ہو۔ یعنی جو چیزیں عام طور پر بخواہی جاتی ہیں ان کا عقد استھنائے درست ہے، اور باقاعدہ صنعت میں سے ہو۔

مذکورہ تعریف سے یہ معلوم ہوا کہ استھنائے میں جس چیز پر عقد ہوتا ہے اس میں صنعت کی ضرورت ہوتی ہے کہ بیچنے والا وہ چیز تیار کر کے دیتا ہے، لیکن اگر اس نے خود نہیں بنایا بلکہ کسی اور سے انہیں صفات کی چیز بخوا کر دیتا ہے، اور خریدار قبول کر لیتا ہے تو یہ بھی فقہاء کے خلاف یک جائز ہے، لیکن یہ استھنائے میں داخل نہیں ہے۔

مندرجہ بالا وضاحت سے یہ ظاہر ہوا کہ استھنائے باقاعدہ ایک عقد ہے جو خریدار اور بیچنے والے کے درمیان ملے پاتا ہے، اور اس سے بنانے والے پر (جب وہ یہ عقد قبول کر کے کام کرنا شروع کر دے تو) وہ چیز تیار کر کے خریدار کے حوالے کرنا اور خریدار پر قیمت کی ادائیگی لازم ہو جاتا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بعد میں اگر انکار کر دے تو دوسرے کو قانونی چارہ جوئی کے ذریعے اس کو مجبور کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

(بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع: 2/5)



قال بعضهم: هو عقد على مبيع في الذمة، وقال بعضهم: هو عقد على مبيع في الذمة شرط فيه العمل وجه القول الأول: أن الصانع لا أحضر عيناً، كان عملها قبل العقد، ورضي به المستচنع؛ لجاز ولو كان شرط العمل من نفس العقد بما جاز؛ لأن الشرط يقع على عمل في المستقبل - لا في الماضي - والصحيح هو القول الأخير؛ لأن الاستصناع طلب الصناع، فما لم يشترط فيه العمل لا يكون استصناعاً؛ فكان مأخذ الاسم دليلاً عليه؛ لأن العقد على مبيع في الذمة يسمى سلماً، وهذا العقد يسمى استصناعاً، واختلاف الأسامي دليل اختلاف المعانٍ في الأصل وأما إذا أتى الصانع بعين صنعتها قبل العقد، ورضي به المستচنع؛ فإنها جاز لا بالعقد الأول، بل بعد آخر، وهو التعاطي يتراضي بها.

(المحيط البرهاني: 626/7)

والاستصناع (58ب) أن تكون العين والعمل من الصانع، فاما إذا كان العين من المستصنعة لا من الصانع يكون إجارة، ولا يكون استصناعاً... ذكره شيخ الإسلام في شرح كتاب البيوع: أن فيما لا تعامل فيه بصير الاستصناع سلماً بضرب الأجل بالإجماع.

(البيانية شرح المداية: 374/8)

والصحيح أن الاستصناع م: (يجوز بيعها) ش: أي من حيث البيع م: (لا وعدة) ش: أي لا من حيث الوعد. وقال فخر الإسلام في شرط "الجامع الصغير": هو بيع عند عامة مثايننا، لا مواعدة، لأن سهاء في الكتاب بيعاً وأثبت في خيار الروية وهو ثابت في البيع لا في الوعد.

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين: 223-225/5)

(والاستصناع) هو طلب عمل الصنعة (بأجل) ذكر على سبيل الاستمهال لا الاستعمال... (فإن جاء) الصانع بمعنى غيره أو بمصنوعه قبل العقد فأخذته (صح وعدة بيع)

"بيع" (SALE) اور " وعدة بيع" (AGREEMENT TO SALE) کی حقیقت شرعاً اور قانوناً دون لحاظ

سے ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

1. جب بیع ہو جاتی ہے تو ہو چیز فروخت ہوئی اس کا حق ملکیت خریدار کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، جبکہ وعدہ بیع میں اس چیز کی خریداری کا وعدہ ہوتا ہے حق ملکیت باائع کے پاس رہتا ہے۔



2. جب بیع کا عقد مکمل ہو جائے تو جس چیز پر بیع ہوئی ہے، قانون اس کا رسک بھی خریدار کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جبکہ شرعاً حکم یہ ہے کہ جب تک خریدار یا اس کا کوئی نہایتہ دوستیل تباہ نہ کر لے اب تک رسک منتقل نہیں

3. وہ بیان کے بعد اگر بائیں وہ جیز کسی اور کو بچ دے تو یہ عقد قانوناً درست ہو گا، اس کو وہ خلافی کا گناہ ہو گا اور جو حقیقی نقصان اس کی وجہ سے خریدار کو ہوا بائیں قانوناً اس کا ذمہ دار ہو گا، لیکن خریدار اس جیز کی ملکیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جبکہ بیان کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے اگر بائیں وہ جیز کسی اور کو فروخت کرتا چاہے تو خریدار کو ملکیت کے دعویٰ کا حق ہو گا، وہ اس کو ایسا کرنے سے روک سکتا ہے۔

1.4 اسی طرح اگر بائیع دفعے الیہ ہو جائے تو مدد ایع: ہو جانے کی صورت میں غریدار اس چیز کی ملکیت کا درخواستی نہیں کر سکتا، بلکہ وہ بائیع کی ملکیت ہو گی اور اس کے دوسرا نے اموال کے ساتھ اس کو بھی بیع کر قرض ادا کیا جائے گا، بلکہ بائیع ہو جانے کے بعد وہ اس کی ملکیت کا درخواستی کر کے لے سکتا ہے۔

(جعیس از: اسلام اور حدیث معاشر مسائل، 3/200-203)

الوعد بالبعض: الوعد معناه: الالتزام للغير بما لا يلزم ابتداء.

(The CONRECT ACT,1872:sec:73 ,page:126 ,Mansoor Book House)

When a contract has been broken, the party who suffers by such breach is entitled to receive, from the party who has broken the contract, compensation for any loss or damage caused to him thereby.....

(فقه البيوع: 1138/2)

الوعد أو الموعدة بالبيع ليس بيعاً ولا يترتب عليه آثار البيع من نقل ملكية المبيع ولا وجوب
الشحن - وإذا وقع الوعد أو الموعدة على شراء شيء أو بيعه بصيغة حازمة وجب على الوعد ديانة أن
يفنى به ويعد بالبيع حسب وعده، ولكن لا يجبر على ذلك قضاء الألفى حالات آتية:



1- أن يقع الموعود له في كلفة تختص بالعقد الموعود به اعتقاداً على وعد الواعد، وكان للموعود له حرج بين في اخلال الوعد، واتفق الفريقيان عند الوعدان هذا الوعد بلزم الوعاد قضاء، ولم يكن للوعاد عذر مقبول في الاخلاف.

2- أن يصدر قانون من ولی الأمر بالزام الوعاد قضاة.

ان اخلف الواعد بالوعد فيها اذا كان الوعد لازماً في القضاء، فيحكم عليه بإنجاز البيع حسب الوعد، أو بالتعويض عن الخسارة المالية الفعلية الذي أصاب الموعود له بسبب الاخلال. وذلك لأن البائع الموعود له اضطرر ببيع البيع في السوق بأقل من تكلفته، فمبلغ التعويض هو الفرق بين التكفلة التي اشتري بها البائع البضاعة والثمن الفعلى الذي باع به البائع في السوق، فيعوضه الواعد بدفع هذا الفرق.

پر جیز آرڈر، ای میل، فون یا بالشافع آرڈر کی حیثیت:

خرید و فروخت کا عامل مکمل ہونے کے لیے بیادی طور پر دو جیزیں ضروری ہیں:

1- خریدار کی طرف سے آرڈر یا ٹیکش کش ہو۔

2- بیچنے والے کی طرف سے اس کو قبول کیا جائے۔

جب یہ دونوں جیزیں دونوں پارٹیوں کی مکمل رسماندگی کے ساتھ ملے پا جائیں تو خرید و فروخت کا عقد مکمل ہو جاتا ہے۔

(مجلة الأحكام العدلية، ص: 29)

(المادة 101) الإيجاب أول كلام يصدر من أحد العاقدين لأجل إنشاء التصرف وبه يوجب وثبت التصرف.

(المادة 102) القبول ثاني كلام يصدر من أحد العاقدين لأجل إنشاء التصرف وبه يتم العقد.

(المادة 103) العقد التزام التعاقدین وتعهدهما أمر أو هو عبارة عن ارتباط الإيجاب بالقبول.

(المادة 104) الانعقاد تعلق كل من الإيجاب والقبول بالأخر على وجه مشروع يظهر أثره في متعلقها.

ذکورہ بالا چاروں صورتوں (پر جیز آرڈر، ای میل، فون یا بالشافع) میں جو آرڈر دیا جاتا ہے، اس کی حیثیت تکن ایجاد کی ہے۔ جس کو یہ آرڈر دیا جاتا ہے اس کی طرف سے جب تک باقاعدہ تولت پایا جائے معتقد مکمل نہیں ہوتا۔ اس آرڈر کی حیثیت مکمل نہیں ہے ہاں اس کو وعدہ ثابت کہہ سکتے ہیں، اور چونکہ استئناع بھی ایک مکمل



عقد کا نام ہے جس میں ایجاد و قبول کا ہونا ضروری ہے، اس لیے یہ استھن بھی نہیں بننے گا۔ باہ اس آرڈر کو دیکھتے ہوئے ہم گہر سکتے ہیں کہ یہ آرڈر نئے کا ہے یا استھن کا، تو اس کی تمن صورتیں ہیں۔

۱۔ جس کمپنی کو پر چیز آرڈر یا کسی بھی ذریعے سے چیزیں بخواہ کا آرڈر ملا ہے اُس میں ان چیزوں کی پردازش ہوتی ہے، تو اس صورت میں یہ استھن کا آرڈر ہے۔

۲۔ اس کمپنی میں پردازش نہیں ہوتی، بخواہ کا آرڈر ملا ہے اور کمپنی وہ اشیاء اُنمی اوصاف کے ساتھ کسی دوسری جگہ سے بخواہ کر دیتی ہے تو یہ صورت بھی استھن کے آرڈر کی ہے۔

۳۔ کمپنی میں پردازش نہیں ہوتی اور کہیں اور سے عام طور پر بخواہ کی بھی نہیں دیتی اس صورت میں اگر بخواہ دینے کا آرڈر ہے تو پھر یہ بھی استھن کا آرڈر ہے اور قبول کرنے کی صورت میں اس کمپنی پر لازم ہو گا کہ بخواہ خرید کر دینے پر خریدار کی رفقاء کے ساتھ معاملہ درست ہو جائے گا، اگر راضی نہ ہو تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہو گا کیونکہ اس صورت میں یہ استھن نہیں نئے التعاملی (عملی قضیے کی نئی) ہے، اور آرڈر آرڈر خرید کر دینے کا ہے تو پھر یہ نئی کا آرڈر ہو گا۔

والله سبحان و تعالیٰ اعلم
عبد الوہاب
دارالافتاء، جامعۃ الرشید
تاریخ: ۷ / صفر المظفر ۱۴۳۸ھ

